مُحبت کی باتیں

مجددِ عصر

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے؛ پی۔ایچ۔ڈی

انجمن فلاح عاشقانِ رسول

اسلامی جمہوریہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محبّت کی باتیں

مصنف

مجدّدِ عصر

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے ؛ پی۔ایچ۔ڈی

ناشر

انجمن فلاح عاشقانِ رسول لاہور

خادمینِ اہلسنت، مجاہد آباد لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر 6

بفیضانِ نظر

عالم باعمل حضرت علامہ مولانا قاری کریم الدین چشتی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب ——— محبت کی باتیں

مصنف ——— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی)

صفحات ——— 32

تعداد ——— 1000

اشاعت اول ——— ربیع اول ۱۴۲۵ھ / مئی ۲۰۰۴ء

اشاعت دوم ——— شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ / ستمبر ۲۰۰۴ء

اشاعت سوم ——— شوال المکرم ۱۴۲۵ھ / دسمبر ۲۰۰۴ء

اشاعت چہارم ——— رجب المرجب ۱۴۲۸ھ / جولائی ۲۰۰۷ء

پروف ریڈنگ ——— محمد عبدالستار طاہر

کمپوزنگ ——— مہیر کمپیوٹر پوائنٹ۔مجاہد آباد، لاہور۔

مطبع ——— عظیم علیم پرنٹنگ پریس

نوٹ ——— شائقین مطالعہ -/10 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔

بتعاون

جناب محمد یٰسین مسعودی

مکان نمبر 3-P-9 گلی نمبر 15-A، مین بازار مجاہد آباد، مغلپورہ، لاہور

کونسلر UC-47 موبائل: 0300-4433126

رابطہ

انجمن فلاح عاشقانِ رسول

ہیڈ آفس: مدینہ لائبریری گلی نمبر 15-A، مجاہد آباد، مغلپورہ، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

ایک زمانہ وہ تھا جب گستاخانِ رسول خال خال نظر آتے تھے اور عاشقانِ رسول ان کو ان کے انجام تک پہنچا دیا کرتے تھے ــــــ ایک زمانہ یہ ہے کہ گستاخانِ رسول گروہ کے گروہ نظر آتے ہیں ــــــ فضائیں تیرہ و تار ہو رہی ہیں ــــــ محبت و ادب کی باتیں کرنے والے ایک ایک کا منہ تک رہے ہیں ــــــ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ــــــ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ ــــــ پہلے تو یہ تاریک ماحول نہ تھا ــــــ اب یہ کیا ہو رہا ہے؟ ــــــ وہ تابناک دور کیا ہوا جب سوادِ اعظم اہلِ سنت کی حکومت' سلطنت عثمانیہ دنیا کے تین براعظموں پر پھیلی ہوئی دنیا کی سب سے بڑی حکومت تھی ــــــ کسی کی مجال نہ تھی کہ شانِ رسالت میں ادنیٰ سی بھی گستاخی کر سکے ــــــ مشرق و مغرب میں صدیوں تک اہلِ سنت حکومت کرتے رہے ــــــ جدھر دیکھئے تاجدارِ مدینہ ﷺ کے متوالے ــــــ کیا ادب و احترام تھا ــــــ کیا عزت و وقار تھی ــــــ ایک ایک یادگار محفوظ تھی ــــــ ایک ایک نشانی زندہ تھی جس سے دلوں کو گرمی و حرارت ملتی رہتی تھی ــــــ عشقِ مصطفیٰ ﷺ دنیا کی عظیم قوت ہے اس قوت کے سامنے بڑی سے بڑی طاقت نہیں ٹھہر سکتی ــــــ اس قوت نے سلطنت عثمانیہ اور عالمِ اسلام کو صدیوں دشمنانِ اسلام سے محفوظ رکھا ــــــ پے در پے ناکامیوں اور نامرادیوں کے بعد اسلام سے

دشمنوں کو یہ احساس ہوا کہ جب تک مسلمانوں کے دلوں سے عشق مصطفیٰ ﷺ کو نہیں نکالا جائے گا، کام نہیں بنے گا ــــــ بین الاقوامی حکمت عملی بنائی گئی اور ہر محاذ پر عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے خلاف سرد جنگ کا آغاز کیا گیا ــــــ مذہبی محاذ پر' سیاسی محاذ پر' تبلیغی محاذ پر' تدریسی محاذ پر' تصنیفی اور اشاعتی محاذ پر' صحافتی محاذ پر ــــــ یہ جنگ گزشتہ دو صدیوں سے بڑے منظم طریقے سے جاری ہے ــــــ اس جنگ کا یہ نتیجہ سامنے آیا کہ وہ دماغ جہاں یقین بسا ہوا تھا' وہاں شکوک و شبہات بسیرا کرنے لگے اور وہ سینہ جہاں عشقِ رسول ﷺ کی جلوہ ریزیاں تھیں وہاں اہانت و گستاخی کی دھول اڑنے لگی ــــــ پیکر خاکی' صحرائی بگولا بن کر رہ گیا ــــــ اِنا للہ و انا الیہ راجعون ــــــ اس وحشت و ویرانی کے باوجود اہل سنت بے سروسامانی کے عالم میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا چراغ لئے پاک و ہند اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں عشق و محبت کی روشنیاں پھیلا رہے ہیں ــــــ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو ــــــ آمین اللھم آمین!

!ــــــ خدا کرے یہ مقالہ غافل مسلمانوں کو چونکا دے' بھٹکے ہوئے راہِ راست پر آجائیں اور جناب رسالت ﷺ میں اپنی زباں درازیوں اور گستاخیوں سے باز آجائیں۔

یہ عجیب بات ہے عاشق رسول ﷺ کی نظر میں جو باتیں گستاخیاں اور جو ادائیں بے ادبیاں ہیں' وہی عقل پرست اسلام کے دعویداروں کیلئے عین اسلام ہیں ــــــ گستاخانِ رسول اور گستاخیوں کی ایک طویل تاریخ ہے ــــــ یہاں چند شخصیتوں کا ذکر کیا جاتا ہے:

انہیں میں ایک ابن تیمیہ ہیں جن کا ۷۲۸ھ میں انتقال ہوا ــــــ جدید دور کے گستاخانِ رسول کیلئے موصوف نے زمین ہموار کی ــــــ سب سے پہلے انہوں نے فرمایا کہ روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کی نیت سے سفر کرنا ناجائز ہے۔[1] اس طرح شعوری یا غیر

۱۔ ابن تیمیہ: مجموعۃ الرسائل الکبریٰ' ج ۲' ص ۳۰۷ بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ' لاہور' ص ۵۱ ۔

شعوری طور پر متاعِ عشق و محبت کو برباد کر دیا۔ گستاخیوں کے نہ ختم ہونے والے سلسلے کا آغاز ہوا اور وفا شعارانِ مصطفیٰ علیہ السلام جفا شعار بن گئے ــــ ایک عاشق صادق نے کیا خوب کہا۔

تھے وہ بدبخت جو کے سے گھروں کو بھاگے
روضۂ پاک تلک نیک نصیب آ پہنچے

ابن تیمیہ کی تقلید کرتے ہوئے ابن عبدالوہاب نجدی نے ایک قدم اور آگے بڑھایا، انہوں نے سورہ توبہ[۲] میں اللہ کے حکم کے باوجود اللہ کے برابر حضور انور علیہ السلام سے محبت کو شرکِ اکبر قرار دیا[۳] ــــ اور ان عاشقانِ رسول علیہ السلام کو کافر قرار دیا جو حضور انور علیہ السلام کو اپنی نجات اور حاجات کا وسیلہ سمجھتے ہیں[۴] ــــ پاک و ہند میں سید احمد بریلوی (م۔ ۱۸۳۱ء) اور اسماعیل دہلوی (م۔ ۱۸۳۱ء) ابن عبدالوہاب کی روش پر چلے اور گستاخیوں کی جو دھول انہوں نے اڑائی تھی اس کو اور ہوا دی ــــ

- ــــ سید احمد بریلوی نے لکھا "اگر کسی نمازی کا نماز میں سرکار دو عالم علیہ السلام کی طرف دھیان لگ گیا تو اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مگن ہونے سے بدتر ہے"[۵] (معاذاللہ ثم معاذاللہ!) ــــ
- ــــ اور اسماعیل دہلوی نے لکھا ــــ "جس کا نام 'محمد' یا 'علی' ہے اس کو کسی چیز کا اختیار نہیں"[۶] ــــ یہ بھی لکھا "حضور انور علیہ السلام اللہ کے بے بس بندے ہیں اور ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہیں"[۷] ــــ

۲۔ قرآن حکیم : سورۃ توبہ، آیت نمبر ۲۴
۳۔ ابن عبدالوہاب نجدی : کتاب التوحید، لاہور، ص ۸۳
۴۔ سید احمد بن زینی دحلان مکی : الدرر السنیہ، پشاور، ص ۴۳
۵۔ سید احمد بریلوی : صراط مستقیم، لاہور، ص ۱۰۲
۶۔ اسماعیل دہلوی : تقویۃ الایمان، کراچی، ص ۴۳
۷۔ ایضاً ص ۶۰

- اس کے بعد رشید احمد گنگوہی اس روش پر چلے، انہوں نے میلاد النبی ﷺ کو بدعت و منکر قرار دیا۔ [8]

- مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے بھی گستاخی اور بے ادبی کی یہی روش اختیار کی اور فرمایا کہ "شیطان اور ملک الموت کا علم حضور انور ﷺ سے برتر ہے۔" [9]

- مولوی اشرف علی تھانوی نے حضور انور ﷺ کے علم کو بچوں، پاگلوں اور درندوں کے مثل قرار دیا۔ [10]

گستاخیوں اور بے ادبیوں کی ایک طویل داستان ہے۔ آپ پڑھ پڑھ کر خود حیران ہوں گے اور یقین نہ آئے گا کہ کیسے کیسے بزرگوں نے اور کیسے کیسے عالموں نے کیسی کیسی باتیں لکھ دیں! ـــــ کیا اس قسم کی دل آزار اور محبت فراموش باتوں سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ سننے والے کے ذہن میں حضور انور ﷺ کا وہی تصور ابھرے گا جو قرآن حکیم پیش کرنا چاہتا ہے اور وہی نقشِ محبت دلوں میں بیٹھے گا جو قرآن کریم بٹھانا چاہتا ہے؟ ـــــ ہرگز نہیں ـــــ اس قسم کے ناشائستہ کلمات سن کر حضور انور ﷺ کی محبت و عظمت دل سے نکل جائے گی اور انسان کو آپ کے حضور بے ادب و گستاخ بنادے گی ـــــ دشمنانِ اسلام کا مقصود اس محبت کو نکالنا ہے ـــــ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے تاکہ آپ پریشان خیالوں کی پریشان خیالیوں کا اچھی طرح تجزیہ کر سکیں ـــــ

اس قسم کی گستاخانہ باتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں میں ایسے خودسر اور سرکش پیدا ہو گئے :

- جو حضور انور ﷺ کو اپنے جیسا بشر سمجھنے لگے۔
- جو حضور انور ﷺ کو مجبور و بے بس خیال کرتے ہیں اور آپ سے برگشتہ کر کے سب کو اللہ ہی کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

۸۔ رشید احمد گنگوہی : فتاویٰ رشیدیہ، دھلی، ج ۱، ص ۴۸ : فتاویٰ رشیدیہ، دیوبند، ج ۲، ص ۹۲، ۱۳۱

۹۔ خلیل احمد انبیٹھوی : براہین قاطعہ، مطبوعہ دیوبند، ص ۵۱

۱۰۔ اشرف علی تھانوی : حفظ الایمان، مطبوعہ دھلی، ص ۷۔۸

- جو حضور انور ﷺ کی بڑے بھائی سے زیادہ تعظیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔
- جو عشق رسول ﷺ کے قائل نہیں اور اللہ و رسول کی محبت میں فرق کرتے ہیں۔
- جو حضور انور ﷺ کو مسلمانوں کی دنیا و آخرت کا وسیلہ تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں۔
- جو روضہ رسول ﷺ کی زیارت کی نیت سے سفر کرنے کو ناجائز اور گناہ سمجھتے ہیں۔
- جو میلاد النبی ﷺ کی محافل منعقد کرنا گناہ تصور کرتے ہیں۔
- جو حضور انور ﷺ کی شان میں قصیدہ خوانی اور نعت خوانی کو بدعت اور گناہ خیال کرتے ہیں۔
- جو کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کو اپنا جیسا بشر سمجھنے والوں کیلئے مشہور فاضل اور جج' قاضی محمد انوار اللہ حیدر آبادی علیہ الرحمہ نے بڑی دل لگتی بات فرمائی ــــ انہوں نے فرمایا کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب صحابہ کے سامنے اونٹ نے سرکار دو عالم ﷺ کو سجدہ کیا تو صحابہ نے عرض کیا "یارسول اللہ! ہم کو اجازت دیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں :" ــــ آپ نے فرمایا" سجدہ تو اللہ ہی کیلئے ہے" ــــ تو ایک طرف تو صحابہ کی اس آرزو کو ذہن میں رکھیں' دوسری طرف قرآن پاک کے اس ارشاد کو سامنے رکھیں کہ "کافر کہتے ہیں کہ یہ تو ہم جیسے بشر ہیں' بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں" ــــ اب غور کریں جو لوگ (بقول بعض) حضور انور ﷺ کی تعظیم میں مبالغہ کرتے ہیں وہ اپنے فکر کی بلندیوں میں صحابہ کے قریب ہیں کہ صحابہ نے سجدہ کی اجازت چاہی تھی جو تعظیم کی انتہا ہے ــــ اور جو لوگ حضور انور ﷺ کو

اپنے جیسا بشر کہتے ہیں وہ اپنے فکر و خیال کی پستی میں کفار و مشرکین عرب کی ذہنی سطح پر ہیں کہ انہوں نے حضور انور ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہا تھا اسی لئے وہ آپ کو نہ دیکھ سکے اور نہ پا سکے ـــــ مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے ایک عالم نے فرمایا کہ "آپ حضور انور ﷺ کو حد سے بڑھا دیتے ہیں" مولانا نے بڑی سنجیدگی سے ان عالم کے سامنے کاغذ و قلم رکھتے ہوئے فرمایا ـــــ "آپ حد مقرر کر دیں، میں اسی حد میں رہوں گا"ـــــ وہ عالم منہ تکتے رہ گئے ـــــ کس کی مجال ہے جو حد مقرر کرے ـــــ جب ان کے مولیٰ ہی نے حد مقرر نہ کی تو پھر کون حد مقرر کر سکتا ہے ـــــ؟

○

جو لوگ حضور انور ﷺ کو مجبور و بے بس سمجھتے ہیں وہ اللہ کے آگے جھکنا کافی سمجھتے ہیں ـــــ ان کا اصرار ہے کہ اللہ کے محبوبوں سے منہ پھیر لو ـــــ مگر شیطان نے بھی یہی کیا تھا[11] ـــــ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے منہ پھیر کر اللہ کے آگے جھکنے کو کافی سمجھتا تھا ـــــ وہ اللہ کے حکم کے باوجود آدم علیہ السلام کے آگے نہ جھکا ـــــ اس کو تو انعام ملنا چاہئے تھا مگر وہ ہمیشہ کیلئے مردود کیوں ہوا؟ ـــــ غور کریں اور خوب غور کریں؟ ـــــ معلوم ہوا توحید یہ نہیں جس کی شیطان نے ہمیں تعلیم دی (اور بعض لوگ آج بھی یہی تعلیم دیتے نظر آتے ہیں) بلکہ توحید یہ ہے کہ اللہ کے محبوبوں، رسولوں، نبیوں کی محبتیں دل میں لئے اللہ کے آگے جھکیں ـــــ جھکنے کا سلیقہ تو انہوں نے بتایا پھر ان کو کیسے فراموش کر دیں اور ان سے منہ کیوں پھیر لیں؟ ـــــ اللہ کے محبوبوں کے ذکر سے ثابت قدمی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن حکیم نے یہی حکمت بتائی ہے[12] اور ان کی محبت سے دلوں کو زندگی ملتی ہے اور سجدے مقبول ہوتے ہیں ـــــ ماضی قریب میں ہم نے اس توحید کے مبلغوں کا حال دیکھا جس کی تعلیم ابلیس نے دی تھی۔ عراق کے مقابلے میں ساری دنیا کو جمع کر لیا پھر بھی اس کی

۱۱۔ قرآن حکیم، سورۃ بقرہ، آیت ۳۴

۱۲۔ قرآن حکیم، سورۃ ہود، آیت نمبر ۹

ہیبت بر قرار رہی ـــــ ایک عینی شاہد نے بتایا کہ بیت اللہ میں صرف دس پندرہ طواف کرنے والے نظر آئے وہ سب ڈر کے مارے گھروں میں گھس کر بیٹھ گئے' اتنی بھی ہمت نہ ہوئی کہ حرم شریف آ کر اللہ کے حضور گڑگڑاتے ـــــ کیا توحید انسان کو اتنا کمزور بنا دیتی ہے ؟ ـــــ نہیں نہیں وہ ایک عظیم قوت ہے' وہ انسان کو اتنا قوی کر دیتی ہے کہ اس سے ٹکرانے والا پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے ـــــ یہ وہ توحید ہے جس کا تصور قرآن حکیم میں پیش کیا گیا ہے جو ہم کو اللہ کے نبیوں نے' رسولوں نے' ولیوں نے اور محبوبوں نے بتایا ہے ـــــ ان سے منہ پھیر کر اور ان کو بے بس و بے اختیار سمجھ کر ہم توحید کی حقیقت کو نہیں پا سکتے ـــــ

○

قرآن حکیم میں تو حضور انور ﷺ کو باپ کہنے سے منع کیا گیا چہ جائیکہ بڑا بھائی ؟ ـــــ حضور اکرم ﷺ کی تعظیم و تکریم کے جو جو آداب بتائے وہ تو کسی محبوب کریم ہی کے دربار کے آداب معلوم ہوتے ہیں :

- ـــــ نام لے کر پکارنے سے منع کر دیا گیا [۱۳]
- ـــــ مجلس میں حاضر ہونے والوں کو ہدایت کی گئی کہ جب تک آپ اجازت نہ دیں ہرگز ہرگز نہ اٹھنا [۱۴]
- ـــــ آپ کو مخاطب کرتے وقت آپ کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرنا اور نہ آپ سے ترخ کر بولنا [۱۵]
- ـــــ آپ کی تعظیم و توقیر کرتے رہنا [۱۶]

۱۳۔ قرآن حکیم' سورۃ فرقان' آیت نمبر ۶۳

۱۴۔ قرآن حکیم' سورۃ فرقان' آیت نمبر ۶۳

۱۵۔ قرآن حکیم' سورۃ حجرات' آیت نمبر ۲

۱۶۔ قرآن حکیم' سورۃ فتح' آیت نمبر ۹' سورۃ اعراف' آیت نمبر ۱۵۷' سورہ حجرات' آیت نمبر ۱۔۲

○ ـــــ اور حضور ﷺ کو اپنی جانوں کا مالک سمجھنا [۱۷]

پورا قرآن کریم ان آداب سے بھرا ہوا ہے ـــــ پھر مشہور آیت کریمہ **ان الله وملئكته يصلون على النبي** [۱۸] لا آیہ میں مسلمانوں کو آپ کی تعریف و تعظیم کا حکم دیا گیا ہے اور اس طرح سلام پیش کرنے کی ہدایت کی گئی کہ سلام پیش کرنے کا حق ادا ہو جائے ـــــ جب حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کا حکم دیا گیا تو ابلیس نے سرکشی کی [۱۹] ـــــ یہاں بھی تعظیم کا حکم دیا جارہا ہے' یہاں معاملہ اس سے بلند و بالا ہے یہاں فرشتے بھی تعظیم کر رہے ہیں اور اللہ بھی رحمتیں بھیج رہا ہے' اپنے محبوب کو محبوب دو عالم بنا رہا ہے ـــــ یقیناً تعظیم کے اس حکم کے وقت بھی کوئی سرکش' سرکشی کر سکتا تھا جس طرح شیطان نے سرکشی کی تھی ـــــ ایسے سرکشوں کیلئے جو آپ کی تعریف و تعظیم کیلئے تیار نہیں اور بڑا بھائی کہہ کر آپ کی عظمت کو ہلکا کرنا چاہتے ہیں اس آیت کے فوراً ہی بعد فرمایا اور یقیناً سرکشوں کیلئے فرمایا' تعظیم رسول کے منکرین کیلئے فرمایا :۔

ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله فى الدنيا والآخرة ولهم عذاب مهينا. [۲۰]

"جو لوگ اللہ و رسول کو دکھ پہنچاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور ان کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔"

حق یہ ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف و تعظیم میں خلل کیا اس نے اللہ و رسول کو دکھ پہنچایا اور جس نے اللہ و رسول کو دکھ پہنچایا وہ ہمیشہ کیلئے ملعون ٹھہرا اور اس کیلئے عذاب بھی ذلت و خواری کا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے حبیب کریم ﷺ کی تعریف و توصیف اور

۱۷۔ قرآن حکیم' سورۃ احزاب' آیت نمبر ۶

۱۸۔ قرآن حکیم' سورۃ احزاب' آیت نمبر ۵۶

۱۹۔ قرآن حکیم' سورۃ بقرہ' آیت نمبر ۳۴

۲۰۔ قرآن حکیم' سورۃ احزاب' آیت نمبر ۵۷

تعظیم وتکریم میں مگن رہے۔ آمین!

○

سورہ توبہ کی آیت کریمہ اور احادیث شریف [۲۱] صاف صاف تقاضا کر رہی ہیں کہ ہم اللہ ورسول ﷺ سے محبت کریں ایسی والہانہ وسرفروشانہ محبت جس کے سامنے والدین کی محبت، اولاد کی محبت، بھائیوں کی محبت، بیویوں کی محبت، رشتہ داروں کی محبت، مال ودولت کی محبت، مال تجارت کی محبت، زمین اور جائیداد کی محبت۔

یہ سب محبتیں ہیچ ہو جائیں ـــــ اللہ ورسول ﷺ کی محبت کے سامنے کسی کی محبت نہ ٹھہر سکے ـــــ یہ ہے معیار عشق ومحبت جو قرآن حکیم نے پیش کیا ہے اللہ نے اپنی اور اپنے حبیب کریم ﷺ کی محبت کا ایک ہی معیار رکھا ہے۔

دل میں محبت رسول ﷺ نہ ہو تو سوائے شرک کے کچھ نہیں سوجھتا ـــــ اور محبت ہو تو پھر عاشق صادق حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اس کا دل گواہی دیتا ہے:

وضم الا له اسم النبی الی اسمه	اذ قال فی الخمس ھالموذن اشھد
وشق من اسمه لیجله	فذو العرش محمود وھذا محمد [۲۲]

''اور اللہ نے نبی کا نام اپنے ساتھ ملایا، جب موذن پانچ وقتوں میں ''اشھد'' کہتا ہے، اور آپ کا نام اپنے نام سے نکالا کہ اسے عظمت سے

۲۱۔ قرآن حکیم، سورۃ توبہ، آیت نمبر ۲۴: مسلم شریف، ج ۱، ص ۱۳۰۔۱۳۲

۲۲۔ ملا علی قاری: المورد الروی فی المولد النبوی۔ مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۹۹۱ء، ص ۶۲

نوازے۔ صاحبِ عرش خود تو محمود ہے اور آپ محمد ہیں۔"

اللہ کو اپنے حبیب کریم ﷺ سے کتنی محبت ہے اس کا اندازہ صرف اس آیت سے لگایا جا سکتا ہے جس میں فرمایا:

"آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو، اللہ تم سے محبت فرمائے گا۔" ۲۳؎

ہم نے بار بار یہ آیت سنی ہے مگر غور نہ کیا کہ اس میں راز عشق و محبت پنہاں ہے ــــــ قاعدہ ہے جس کی اطاعت کی جاتی ہے وہی محبت کرتا ہے ــــــ یہ نہیں ہوتا کہ اطاعت کسی کی کی جائے اور محبت کوئی اور کرے ــــــ لیکن اگر ایسا ہے تو پھر جس کی اطاعت کی جارہی ہے اس سے محبت کرنے والے کو کمالِ محبت ہے جبھی تو وہ اس محبوب کے پیچھے پیچھے چلنے والوں کو اپنا محبوب بنا رہا ہے ــــــ اللہ کا محبوب بن جانا کوئی معمولی انعام نہیں، جس کی اطاعت کا یہ صلہ ہے اُس کی محبت کا کیا صلہ ہوگا؟ ــــــ غور فرمائیں اور خوب غور فرمائیں! ــــــ

یہ مقالہ لکھ ہی رہا تھا کہ اخبار جنگ (کراچی) کے جمعہ ایڈیشن (یکم نومبر ۱۹۹۱ء) میں امام حرم شیخ عبدالرحمٰن سدیس کا خطبہ (اردو ترجمہ) نظر سے گزرا، حسب عادت توحید کی باتیں اور بدعتیوں پر صلواتیں ــــــ مگر ایک نئی چیز نظر آئی اور وہ تھی محبت و عشق کی باتیں جو سعودیوں کی زبان سے کچھ عجیب سی معلوم ہوتی ہیں کیونکہ سعودی عرب جانے والوں کو سعودیوں کی زندگی میں بالعموم رسول ﷺ کی محبت نظر نہیں آتی ــــــ محبت و ادب کا چولی دامن کا ساتھ ہے، جب ادب نہ ہو تو دعویٰ محبت ایک دھوکہ اور دعویٰ اطاعت ایک فریب ہے ــــــ بہر حال امام صاحب نے جو کچھ فرمایا وہ سننے کے قابل ہے خواہ وہ ہم کو بہکانے اور اپنا گرویدہ بنانے ہی کیلئے کیوں نہ فرمایا ہو ــــــ امام صاحب فرماتے ہیں:

"اللہ جل شانہ اور محمد ﷺ کی محبت دین کا وہ عقیدہ ہے جو مسلمانوں کے سانسوں میں رچا بسا اور اس کے دل میں جاگزیں ہو، جو صرف

۲۳۔ قرآن حکیم، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۳۱

زبان پر نہ ہو بلکہ عمل سے بھی جھلکتا ہو ـــــ اللہ اور اس کے رسول ﷺ
کی محبت اہل ایمان کے دلوں میں اپنی جان ' اپنے مال ' اپنے بیٹے اور والد
بلکہ تمام لوگوں سے زیادہ ہونی چاہئے ـــــ صحیح بخاری میں حضرت
عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت
میں عرض کیا کہ "آپ مجھے تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں سوائے
میری جان کے" ـــــ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ـــــ اے عمر!
قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ' مجھے تمہارے
نزدیک تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب ہونا چاہئے" ـــــ اس کے
بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ـــــ "آپ مجھے اپنی جان سے
بھی زیادہ عزیز ہیں" ـــــ تب آپ نے فرمایا ـــــ ہاں۔ اے عمر!
یہی ہونا چاہئے ـــــ

ابن القیم فرماتے ہیں کہ :

"محبت کی منزل تو وہ منزل ہے جس کے حصول کیلئے شائقین محبت
رغبت کرتے ہیں ـــــ عمل کرنے والے محبت کو اپنا نصب العین بنا
لیتے ہیں اور علم محبت کو اٹھانے کیلئے مقابلہ کرنے والے خوب محنت
کرتے ہیں ـــــ اور عبادت کرنے والے محبت کی باد نسیم سے خوب
لطف اندوز ہوتے ہیں ـــــ محبت تو دلوں کیلئے طاقت ' روح کی غذا ' اور
آنکھوں کیلئے ٹھنڈک ہے ـــــ محبت تو وہ حیات ہے کہ جو اس سے
محروم ہو وہ گویا مردہ ہے ـــــ محبت وہ روشنی ہے کہ جو اس روشنی کو
کھو بیٹھے وہ سمندر کی اندھیریوں میں گم ہو جاتا ہے ـــــ محبت وہ شفا ہے
کہ جس کو یہ نصیب نہ ہو اس کا دل تمام بیماریوں کی آماجگاہ بن جاتا
ہے ـــــ محبت وہ لذت ہے کہ جو اس کا مزہ نہ چکھے اس کی زندگی غم

اور مصائب سے عبادت ہے ـــــ "۲۴ے

محبت کی باتیں ہو رہی تھیں' ایک سماں بندھا ہوا تھا مگر خطبہ ختم ہوتے ہوتے بدعت کا ذکر آگیا اور اس جملے پر خطبہ ختم ہوا ـــــ

"بہترین تحفہ آں حضرت ﷺ کی سنت ہے اور سب سے بری چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ۲۵ے ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔"

۲۴۔ (روزنامہ جنگ' کراچی جمعہ ایڈیشن۔ شمارہ یکم نومبر ۱۹۹۱ء) اسلامی صفحہ

۲۵۔ نہ معلوم بدعت کے پیچھے لوگ کیوں پڑ گئے اور حقائق سے آنکھیں کیوں بند کر لیں۔ معاشرے میں تبدیلیاں تو آتی رہتی ہیں۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے اس لئے ہر بدعت کو گمراہی نہیں کہا جاسکتا۔ وہی بدعت گمراہی ہے جو قرآن و سنت کے بالکل خلاف ہے' جس بدعت سے صراحتہً یا کنایۃً قرآن و سنت کی تائید ہوتی ہو وہ گمراہی نہیں بلکہ باعث اجر و ثواب ہے ـــــ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے مسلمانوں کیلئے فرمایا کہ انہوں نے "رھبانیت" کی ایک بدعت اختیار کی تھی مگر ہم نے اس پر ثواب عطا فرمایا (سورہ حدید : ۲۷) اسی لئے حضور انورؐ نے فرمایا جس نے اسلام میں اچھی رسم کی بنیاد ڈالی تو اسے اپنے عمل اور ان کے عملوں کا بھی ثواب ہے جو اس پر کاربند رہیں اور ان کا ثواب کم کئے بغیر "۔ (مشکوٰۃ شریف' کتاب العلم) ـــــ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح باجماعت قائم کی اور اس کو اچھی بدعت فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف' باب قیام شہر رمضان) اسی طرح قرآن کریم کی تدوین کو اچھا کام فرمایا۔ (بخاری شریف' باب جمع القرآن) ـــــ اور یہ کہنا کہ کوئی فاسق و فاجر اچھی رسم کی بنیاد ڈالے تو اس پر عمل نہیں کیا جائے' یہ بھی صحیح نہیں' کیونکہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ (بخاری شریف) حجاج بن یوسف ایک سفاک انسان تھا اس نے قرآن کریم پر نقطے اور اعراب' ڈلوائے' کسی نے مخالفت نہ کی' سب نے قبول کیا ـــــ تو قیامت تک اچھی رسمیں تو ایجاد ہوتی رہیں گی' شریعت نے ان پر کوئی پابندی نہیں لگائی بلکہ قرآن کریم میں تو یہ ارشاد ہو رہا ہے کہ ہم ان نشانیوں کا حساب کتاب رکھ رہے ہیں۔ (سورہ یٰس : ۱۲) ـــــ اس میں شک نہیں جن باتوں کی ممانعت نہیں وہ جائز و مباح اور معاف ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الاطعمہ) یہ اصول سرکار دو عالم ﷺ نے بتا دیا اور قرآن حکیم نے نفس کی خواہش پر فتویٰ لگانے والوں سے فرمایا تم کو کیا ہو گیا کہ خواہ مخواہ فتوے لگاتے ہو یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے

آیئے پھر محبت کی باتیں کریں۔ بعثت سے ہزاروں سال قبل پچھلی امتوں کو آپ ﷺ سے غائبانہ عشق و محبت نے مجبور کر دیا کہ وہ آپ ﷺ کو اپنا وسیلہ بنائیں ـــــ خود قرآن حکیم شاہد ہے ـــــ اللہ اللہ کیا آپ نے قرآن مطالعہ نہیں فرمایا؟ ـــــ یہودی آپ کی بعثت سے قبل آپ ﷺ کے وسیلہ سے فتح و نصرت کی دعا مانگا کرتے تھے' وہ دعائیں قبول ہوتی تھیں' ـــــ غائبانہ اتنی محبت اور جب آپ تشریف لے آئے تو آپ سے منہ پھیر لیا ـــــ قرآن حکیم نے تعجب سے فرمایا کہ پہلے تو آپ کا وسیلہ دے کر دعائیں مانگا کرتے تھے۔ پھر جب آپ تشریف لے آئے تو منہ پھیر لیا' یہ کیا کیا؟[26] ـــــ قرآن حکیم کا آپ کو وسیلہ بنانے پر تعجب نہیں' تعجب اس پر ہے جن لوگوں نے آپ کو بعثت سے قبل وسیلہ بنایا تھا' وہ تشریف آوری کے بعد آپ کو وسیلہ کیوں نہیں بناتے' آپ کے حضور کیوں حاضر نہیں ہوتے؟ ـــــ آپ پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟

اللہ اللہ پیرہن یوسف علیہ السلام' حضرت یعقوب علیہ السلام کی بصارت کیلئے وسیلہ بنا[27] ـــــ کیا آپ نے قرآن نہیں پڑھا؟ ـــــ اور کیا تابوت سکینہ کا ذکر قرآن میں نہیں پڑھا ـــــ وہ لکڑی کا صندوق جس میں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے تبرکات رکھے ہوئے تھے[28] ـــــ جس کو مسلمان میدان جنگ میں اپنے ساتھ رکھتے اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے فتح و نصرت عطا فرماتا ـــــ پھر جب وہ صندوق دشمنوں نے اڑایا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴: (سورہ نحل' ۱۱۹) فاتحہ کا کھانا بعض لوگ نہیں کھاتے' اسی طرح کسی بزرگ کے نام سے منسوب کئے جانے والے جانور کا گوشت بھی حرام سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جاتا ہے۔ ایسے ضدی لوگوں کیلئے قرآن فرماتا ہے تم کو کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا (سورہ انعام۔ ۱۱۹) تو عرض یہی کرنا ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں اگر ایسا ہوتا تو جو کچھ راقم نے عرض کیا وہ قرآن و حدیث میں نہ ہوتا۔ مسعود

۲۶۔ قرآن حکیم' سورۂ بقرہ' آیت نمبر ۸۹

۲۷۔ قرآن حکیم' سورۂ یوسف' آیت نمبر ۹۳

۲۸۔ قرآن حکیم' سورۂ بقرہ' آیت نمبر ۲۴۸

تو فتح و نصرت شکست سے بدل گئی ـــــ پھر جب صندوق ملا کھوئی ہوئی عظمتیں مل گئیں ـــــ یہ ایک طویل قصہ ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کے محبوب کتنے عظیم ہیں' جو چیز ان سے مس ہو گئی وہ بھی عظیم ہو گئی ـــــ

علامہ سخاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

"مصر کے بادشاہ حرمین شریفین کے خادمین جنہیں اللہ تعالیٰ نے بیشمار منکرات اور برائیوں کے خاتمے اور مٹانے کی توفیق عطا فرمائی اور وہ رعیت کو اپنی اولاد سمجھتے تھے اور عدل و انصاف میں انہیں کافی شہرت حاصل تھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے لشکر اور مدد کے ساتھ ان کی حاجت روائی فرمائی ـــــ ان میں سعید شہید مصدق ابو سعید جمقمق جیسے جواں ہمت بادشاہ تھے۔ جب یہ بادشاہ حملہ آور ہونا چاہتے تو محفل میلاد کو باعث نفع سمجھ کر چل پڑتے اور یقین کیجئے کہ جمقمق کے زمانے میں قرآء کی تیس ۳۰ سے زیادہ جماعتیں نکل پڑتیں' ہر قسم کے ذکر جمیل میں مصروف رہتیں جس کی وجہ سے بڑی طویل و عریض مہمات سر ہوئیں۔ [۲۹]

○

جب مسلمان حضور انور ﷺ سے والہانہ محبت کرتا ہے اور آپ کو دنیا و آخرت میں اپنا وسیلہ جانتا ہے تو بے اختیار روضۂ اطہر پر حاضری کو دل چاہتا ہے ـــــ نعتوں میں کیسے کیسے دل فگاروں نے اپنی بیقراری کا اظہار کیا ہے ـــــ آپ بھی سنئے :

غبار راہِ مدینہ ہوں' خدا کے لئے
صبا کے روش پہ' ابر بہار! لیتا جا

۲۹۔ ملا علی قاری : المورد الروی' ص ۱۳

حاضری ہو بھی جائے تو بے چینیاں اور بیقراریاں اور بڑھ جاتی ہیں ؎

ہم مدینہ سے اللہ کیوں آگئے' قلب حیراں کی تسکیں وہیں رہ گئی

دل وہیں رہ گیا' جان وہیں رہ گئی' خم اسی در پہ اپنی جبیں رہ گئی

اللہ اکبر!۔ وصل و فراق کی کیفیتوں کو کیا بیان کیا جائے؟ ـــــ وہ روضۂ رسول ﷺ جس کی طرف دل کھنچتے ہیں' جاں کھنچتی ہے ـــــ اس روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کو کہنے والے نے کس منہ سے گناہ کہہ دیا ـــــ ہائے یہ کیا کہہ دیا! ـــــ ہاں ابن تیمیہ یہی کہتے ہیں۔[30] آپ کو یقین آئے یا نہ آئے ـــــ ان کو ایک حدیث یاد رہ گئی جس پر حضور انور ﷺ نے مسجد حرام' مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی میں حاضری کیلئے سفر کرنے کی اجازت دی ہے ـــــ وہ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی میں حاضری کی اجازت دی ہے' اپنے روضہ پر حاضری کی اجازت تھوڑی دی ہے ـــــ سبحان اللہ اتنی موٹی بات ان کے سمجھ میں نہ آئی کہ مسجد نبوی میں کون سی خصوصیت ہے جس نے اس کو قابل زیارت بنادیا ـــــ

○ ـــــ اگر حضور انور ﷺ اپنے دست مبارک سے اس کو نہ بناتے'

○ ـــــ اگر حضور انور ﷺ یہاں نمازیں نہیں پڑھاتے اور خطبے ارشاد نہ فرماتے'

○ ـــــ اگر حضور انور ﷺ اپنی حیات ظاہری کے شب و روز یہاں نہیں گزارتے'

○ ـــــ اگر حضور انور ﷺ یہاں آرام نہ فرماتے تو یہ مسجد شریف قابلِ زیارت نہ ہوتی'

یہ اتنی موٹی بات ہے جس کو معمولی عقل والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے ـــــ بے شک محبت ہی دکھاتی ہے' محبت نہ ہو تو کچھ نظر نہیں آتا ـــــ

○

اللہ اللہ پابندیاں لگانے والوں نے اہل محبت پر کیسی کیسی پابندیاں لگائی ہیں! ـــــ ادھر روضۂ رسول ﷺ پر حاضری سے روکا اور ادھر عالم فراق میں دل بیقرار کو یاد کرنے سے بھی روکا ـــــ ہاں یاد نہ کرو' ان کی یاد میں محفلیں نہ سجاؤ ـــــ یوم ولادت باسعادت پر

۳۰۔ ابن تیمیہ : مجموعۃ الرسائل الکبریٰ' ج ۱' ص ۳۰۷

خوشیاں نہ مناؤ ـــــ ہاں کیوں نہ منائیں، ولادت کا دن کوئی معمولی دن نہیں ـــــ کیا آپ نے قرآن حکیم نہیں پڑھا؟ ـــــ رب تبارک و تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کیلئے خود فرما رہا ہے:

"سلام ہو اس پر جس دن پیدا ہوا، (سلام ہو اس پر)
جس دن دنیا سے اٹھایا گیا، (سلام ہو اس پر)
جس دن وہ قیامت میں زندہ اٹھایا جائے گا۔" [۳۱]

پھر حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام سے کہلوایا ـــــ

"سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا، (سلام ہے مجھ پر)
جس دن میں اٹھایا جاؤں، (سلام ہو مجھ پر)
جب میں قیامت کے دن زندہ اٹھایا جاؤں۔" [۳۲]

ان آیات میں تین دنوں کا بطور خاص ذکر دیا گیا:

یوم ولادت ـــــ یوم وصال ـــــ یوم بعثت

اگر زندگی کے سب دن ایک ہوتے تو ان تین دنوں کا انتخاب کیوں کیا جاتا اور فکر و خیال کو نئی راہیں کیوں دکھائی جاتیں؟ ـــــ اللہ تعالیٰ نے حضور انور ﷺ کی بعثت کو احسان عظیم قرار دیا اور اس احسان کو جتایا [۳۳] ـــــ تو جس دن یہ نعمت اس دنیا میں آئی وہ دن کتنا عظیم ہو گا؟ ـــــ سورۃ القدر میں نزول قرآن کی رات کو ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا [۳۴] تو جس دن صاحب قرآن تشریف لایا وہ دن کتنا عظیم الشان ہو گا؟ سوچنے کی بات ہے ـــــ سرکار دو عالم ﷺ نے خود ارشاد فرما کر اہل محبت کے لئے اشارہ فرمایا ـــــ آپ نے فرمایا:

۳۱۔ قرآن حکیم، سورہ مریم، آیت نمبر ۱۵

۳۲۔ قرآن حکیم، سورہ مریم، آیت نمبر ۳۳

۳۳۔ قرآن حکیم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۱۶۴

۳۴۔ قرآن حکیم، سورہ قدر، آیت نمبر ۳

- ـــــ "میں پیر کے دن اس دنیا میں آیا'ـــــ
- ـــــ پیر ہی کو مجھ پر وحی نازل ہوئی' ـــــ
- ـــــ پیر ہی کو میں نے ہجرت کی'ـــــ
- ـــــ پیر ہی کو مدینہ منورہ میں داخل ہوا"۔[۳۵]

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ جس دن کوئی عظیم واقعہ پیش آئے نہ صرف وہ تاریخ اہم ہوتی ہے بلکہ وہ دن بھی اہم ہو جاتا ہے خواہ وہ کسی تاریخ کو آئے۔ اس لئے حضور انور ﷺ دنوں میں پیر کے دن کو محبوب رکھتے تھے ـــــ یہ بار بار پیر کا کیوں ذکر کیا جارہا ہے' کوئی تو اس کی اہمیت ہے ـــــ ہاں اہمیت یہ ہے کہ اس دن سرکار دو عالم ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے اور اس خوشی میں آپ نے خود بھی روزہ رکھا۔ ؎

ہوا عبیر فشاں مست و ابر گوہر بار
جلوسِ گل بر سریرِ چمن مبارک باد!

جب پیر کے دن سرکار دو عالم ﷺ تشریف لائے تو آپ کے چچا ابو لہب کو اس کی کنیزہ ثویبہ نے یہ خوشخبری سنائی' خبر سنتے ہی ابو لہب نے انگلیوں کے اشارے سے کنیزہ کو اسی وقت آزاد کر دیا ـــــ جب ابو لہب مر گیا' خواب میں آیا' پوچھا کیسی گزر رہی ہے' کہا بہت بری گزر رہی ہے مگر پیر کے دن عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ اس دن میں اپنی انگلیوں کو چوستا رہتا ہوں جن سے اشارہ کر کے اپنی کنیزہ کو آزاد کیا تھا۔ ان انگلیوں سے پانی نکلتا رہتا ہے۔[۳۶]

سبحان اللہ! ـــــ آپ نے غور فرمایا' وہ کافر سورہ لہب میں جس کو وعید سنائی گئی یوم ولادت کی خوشی منانے پر ولادت کے دن اس کے عذاب میں تخفیف ہو رہی ہے تو جو اہل محبت یوم ولادت کی خوشی منائیں گے ان کو رب تعالیٰ کیوں نہ نوازے گا' یقیناً نوازے گا۔

۳۵۔ ابن کثیر : میلاد مصطفیٰ' لاہور ۱۹۸۵ء' ص ۱۳

۳۶۔ ابن حجر عسقلانی : فتح الباری' ج ۹' ص ۱۱۸

اذا کان ھذا کافر جاء ذمه

تبت یداه فی الجحیم مخلدا

اتی انه فی لیلة الاثنین دائما

یخفف عنه للسرور باحمدا

فما الظن بالعبد الذی طول دھره

باحمد مسرورا ومات موحدا ٣٧

"جب کافر (ابولہب) جس کی مذمت میں "تبت یدا" نازل ہوئی اور جو دائمی جہنمی ہے اس کے بارے میں آیا ہے کہ پیر کی رات حضرت محمد ﷺ کی ولادت کی خوشی کی وجہ سے اس کے عذاب میں کمی کی جاتی ہے تو بھلا اس آدمی کے بارے میں کیا رائے ہے جو تمام عمر آپ کی وجہ سے خوش رہا اور مومن مرا؟"

دنوں کی اہمیت کا اس سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضور انور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ یوم عاشورہ محرم کو روزہ رکھ رہے ہیں، دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا چونکہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی تھی اس لئے اس دن کی خوشی اور یاد میں روزہ رکھتے ہیں ـــــ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا، "حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہم پر زیادہ حق ہے" اور پھر آپ نے خود روزہ رکھا اور صحابہ نے بھی روزہ رکھا ٣٨ ـــــ گویا حضور انور ﷺ نے اپنے اس عمل سے دن کی اہمیت اور خاص دن منانے کی توثیق فرمادی ـــــ

○

اگر آپ قرآن حکیم کا بغور مطالعہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے ذکر و فکر کی تین محفلیں سجائی ہیں بہت عظیم محفلیں ـــــ اللہ اکبر!

٣٧۔ ملا علی قاری: المورد الروی فی المولد النبوی، ص ٥٥

٣٨۔ احمد سعید دہلوی شاہ: اثبات المولد والقیام لاہور ١٩٨٣ء ص ٢٣

پہلی محفل میں لاکھوں انبیاء کی ارواح شریک ہوئیں [۳۹] ــــ اسی محفل میں تمام انبیاء سے حضور انور ﷺ کیلئے ایک عہد و پیماں لیا گیا کہ جب آپ ﷺ تشریف لائیں تو آپ ﷺ کی اطاعت کی جائے اور آپ ﷺ کی مدد کی جائے ــــ سب نے اقرار کیا ــــ اللہ تعالیٰ نے اس عہد و پیماں کیلئے انبیاء علیہم السلام کو آپس میں ایک دوسرے پر گواہ بنایا اور خود سب پر گواہ بنا کیونکہ یہ عہد و پیماں کوئی معمولی عہد و پیماں نہ تھا ــــ اور یہ محفل کوئی معمولی محفل نہ تھی ــــ پھر لاکھوں انبیاء کرام نے اپنی اپنی امتوں کو رب تعالیٰ کا یہ پیغام پہنچایا [۴۰] ــــ اس ایک محفل کی برکت سے ہر عہد اور ہر زمانے میں، ہر امت میں محفلیں سجتی چلی گئیں اور سرکار دو عالم ﷺ کے ذکر و اذکار ہوتے رہے ــــ آج بھی ہر مذہب کی مذہبی کتابوں میں آپ کی آمد آمد کا ذکر موجود ہے اور فضاؤں میں وہی گونج سنائی دے رہی ہے ــــ

دوسری محفل میں کروڑوں، اربوں فرشتے شریک تھے [۴۱] ــــ یہ محفل، میلاد آدم علیہ اسلام کے وقت سجائی گئی ــــ وہ آدم (علیہ السلام) جو نور محمدی ﷺ کے امین تھے [۴۲]، اس نور کے امانت دار کی آمد آمد کا فرشتوں کے سامنے اعلان کیا گیا ــــ فرشتوں نے اپنی معروضات پیش کیں کہ انہوں نے ظاہر پر نظر رکھی، امانت کو نہ دیکھا، ارشاد ہوا جو ہم جانتے ہیں، تم نہیں جانتے ــــ پھر نور محمدی ﷺ کو علوم ماکان و مایکون سے سرفراز فرما کر فرشتوں کو ایک جھلک دکھائی [۴۳] ــــ انہوں نے سر تسلیم خم کیا، پھر ان کروڑوں، اربوں فرشتوں نے نور محمدی ﷺ کے آگے سجدہ تعظیمی کیا جو بظاہر پیکر آدمؑ کے سامنے سجدہ تھا [۴۴] ــــ ایک عارف کامل نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

۳۹۔ قرآن حکیم، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۸۱، سورہ مائدہ، آیت نمبر ۷

۴۰۔ قرآن حکیم، سورہ صف، آیت نمبر ۱

۴۱۔ قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۳۰

۴۲۔ ابن جوزی: بیان میلاد النبی ﷺ، لاہور ۱۹۸۰ء، ص ۱۶

۴۳۔ قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۳۱۔ ۳۳

۴۴۔ ملا علی قاری: المورد الروی فی المولد النبوی، ص ۲۹

لو ابصر الشیطان طلعۃ نور

فی وجہ آدم کان اول من سجد

"اگر شیطان حضرت آدم علیہ السلام کے چہرے میں آپ کے نور کی

چمک دیکھ لیتا تو سب سے پہلے سجدہ ریز ہوتا۔"

پھر وہ نور محمدی ﷺ اس دنیا میں آیا اور پھر علوم ما کان و مایکون کے دریا بہنے لگے جس کیلئے فرمایا تھا کہ ہم نے آدم کو سب ہی نام سکھا دیئے ــــــ وعلم آدم الاسماء کلھا کے جلووں سے زمین و آسمان روشن ہو گئے ــــــ ہاں یہ کروڑوں اور اربوں فرشتے آج بھی آپ پر درود پڑھ رہے ہیں ــــــ

تیسری محفل درود و سلام کی محفل ہے ۵؎ جس میں نہ صرف اربوں فرشتے بلکہ کروڑوں اور اربوں ایمان لانے والے جن و انس بھی شریک ہیں ــــــ ارشاد ہو رہا ہے 'بلا شبہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ کی صفت و ثناء بیان کرتے ہیں اور آپ پر رحمت بھیجتے ہیں اور وہ لوگ جو ایمان لائے تم بھی درود بھیجا کرو' تعظیم و تکریم کیا کرو' تعریف و توصیف کیا کرو' خوب خوب سلام بھیجا کرو کہ سلام بھیجنے کا حق ادا ہو جائے ــــــ یہ محفل آج بھی سجی ہے' حکم ہو رہا ہے درود و سلام پڑھنے والے درود و سلام پڑھ رہے ہیں' یہ نہ ختم ہونے والی محفل قیامت تک قائم رہے گی ــــــ رب تعالیٰ کا یہ حکم کسی وقت خاص کیلئے نہ تھا' یہ ارشاد آج بھی ہمارے کانوں میں رس گھول رہا ہے اور نہ معلوم کب تک رس گھولتا رہے گا؟

تو عرض کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سے ہزاروں برس پہلے آپ کے ذکر و فکر کی محفلیں سجائیں ــــــ پھر ہر نبی نے اپنی اپنی امت میں یہ محفل سجائی ــــــ اللہ اللہ فرشتوں نے یہ محفل سجائی' انسانوں نے یہ محفل سجائی' جنوں نے یہ محفل سجائی ــــــ وہ ساری کائنات کیلئے تشریف لائے کائنات والوں نے یہ محفل سجائی ــــــ اور بقول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پورا قرآن سیرت مصطفیٰ ﷺ ہے ــــــ

۵؎ قرآن حکیم' سورۃ الاحزاب' آیت ۵۶

تو یہ محفل تو مسجد نبوی شریف میں روز سجا کرتی تھی، تعلیم القرآن کے مدرسے، تعلیم الحدیث کے دارالعلوم ذکر مصطفیٰ ﷺ کی گونج سے نہ معلوم کب سے گونج رہے ہیں!—— کوئی زمانہ آپ کے ذکر سے خالی نہ رہا—— قرآن کریم میں ارشاد ہوا آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے [۶]—— ذکر ولادت اور ذکر رسول ﷺ کی محفلیں بھی زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ کروٹیں لے رہی ہیں، نئے نئے رنگ و روپ دکھا رہی ہیں—— آپ کے پردہ فرمانے کے بعد ہر آنے والی گھڑی ایک نیا پیغام عظمت لا رہی ہے——

○

صدیاں گزر گئیں پورے عالم اسلام میں محافل میلاد النبی ﷺ منعقد ہو رہی ہیں—— کیوں نہ منعقد ہوں جو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنا ذکر ولادت فرمایا [۷] صحابہ نے آپ کا ذکر ولادت فرمایا [۸] ہر عہد اور ہر زمانے میں آپ کے ذکر ولادت اور آپ کے ذکر اذکار ہوئے—— ایک آپ ہی تو مسلمانوں کی آرزو ہیں کیا اس آرزو کا بھی ذکر نہ ہو گا؟

چار سو برس ہوئے ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرما رہے ہیں کہ پاک و ہند میں محافل میلاد النبی ﷺ کے بہت چرچے ہیں [۹]—— تو یہ آج کی بات نہیں، یہ تو صدیوں کی بات ہے—— یہ بریلویوں نے شروع نہیں کی—— ہاں بریلویوں نے اس سنت قدیمہ کی پوری پوری حفاظت کی اور اس کو مٹنے نہ دیا——

غور کرنے کی بات ہے، صدیوں سے عالم اسلام کے علماء و مشائخ ان محافل میں شرکت کو اپنی سعادت سمجھ رہے ہیں، کسی نے اس کے خلاف فتویٰ نہ دیا، کیا وہ سب دین سے بیگانہ تھے؟—— یہ بات عقل میں نہیں آتی—— عقل میں یہ بات آتی ہے کہ مسلمانان عالم کو ایک گہری سازش کے تحت حضور انور ﷺ سے دور کیا جا رہا ہے—— تاکہ ان میں

۳۶۔ قرآن حکیم، سورہ ضحیٰ، آیت نمبر ۴

۳۷۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ: ترمذی شریف اسلام آباد، ج ۲ ص ۲۰۱، احمد بن حنبل: مسند

۳۸۔ ابو عبداللہ محمد بن عبدالباقی زرقانی: ۱۲۹۲ھ، ج ۱ ص ۲۷

۳۹۔ ملا علی قاری: المورد الروی فی المولد النبوی، ص ۱۴

دین کی حرارت باقی نہ رہے ـــــ آج کل کے عقل پرست علماء محافل میلاد کے خلاف محاذ قائم کیے ہوئے ہیں اور پچھلی صدیوں کے علماء و مشائخ کا حال یہ تھا کہ جو محفل میلاد میں بلاتا ضرور جاتے، وہ یہ دیکھتے کہ اس محفل کو کس عظیم ہستی سے نسبت ہے جس پر اللہ بھی رحمت بھیج رہا ہے ـــــ ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے ایک بزرگ شیخ زین الدین محمود ہمدانی نقشبندی کے متعلق لکھا ہے کہ ان کو ہمایوں بادشاہ نے دعوت دی، قبول نہ فرمائی ـــــ خود حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، نہ ملی ـــــ اس نے محفل میلاد منعقد کی اور اس میں حضرت شیخ موصوف کو بلایا تو فوراً مع مریدین تشریف لے گئے اس طرح بادشاہ اور وزیر آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور جب کھانا پیش کیا گیا تو خود بادشاہ نے شیخ مذکور کے ہاتھ دھلائے [۵۰] ـــــ یہ تھی اس عاشق رسول کی عظمت و شوکت! ـــــ

محافل میلاد النبی ﷺ کی عظمتوں کا کہاں تک ذکر کیا جائے ـــــ یہ محفلیں سنت الٰہی بھی ہیں، سنت انبیاء بھی، سنت رسول اکرم ﷺ بھی، سنت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی اور سنت اسلاف بھی ـــــ

ماضی میں کسی نے اس محفل سے منہ نہیں پھیرا اس سے منہ وہی پھیرے گا اللہ نے جس سے منہ پھیر لیا ـــــ

○

منع کرنے والے محافل میلاد النبی ﷺ کو تو منع کرتے ہی ہیں، حد تو یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں قصیدہ خوانی اور نعت خوانی بھی ان پر گراں گزرتی ہے ـــــ وہ فحش گانے سن سکتے ہیں، نہیں سن سکتے تو نعت شریف نہیں سن سکتے ـــــ ایک دوست جو کہ اہل حدیث عزیز کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے، ٹی وی کھلا ہوا تھا، ناچ گانے ہو رہے تھے ـــــ وہ بیٹھے باتیں کر رہے تھے، مگر جب ٹی وی پر نعت شریف پڑھی جانے لگی تو اپنے بیٹے سے فرمایا۔ "ٹی وی بند کر دو شرک ہو رہا ہے" ـــــ استغفر اللہ! دلوں کی سیاہی آپ نے ملاحظہ فرمائی! ـــــ ایک فاضل استاد نے راقم سے خود فرمایا، "کچھ لڑکے مسجد میں نعت پڑھ رہے تھے میں نے

۵۰ـ ملا علی قاری: المورد الروی فی مولد النبوی (ترجمہ اردو محمد گل احمد عتیقی) گوجرانوالہ، ص ۱۵

کمایہ کوئی گانے کی جگہ ہے ؟"۔۔۔۔۔ نہ معلوم ہم کو کیا ہو گیا' ہمارے فکر و شعور میں کیا زہر بھر دیا کہ قرآن و حدیث سب بھول کر اپنے نفس کے غلام ہو گئے ۔۔۔۔۔

○۔۔۔۔ کیا آپ نے حدیث میں نہیں پڑھا کہ صحابی رسول حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف میں منبر رسول پر بیٹھ کر حضور انور ﷺ کی شان میں قصیدے پڑھتے' حضور اکرم ﷺ ان کیلئے منبر بچھاتے، اور دعائیں دیتے [۵۱]۔۔۔۔

○۔۔۔۔ کیا آپ نے حدیث میں نہیں پڑھا کہ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کے سامنے قصیدہ ولادت پڑھا [۵۲]۔۔۔۔۔

○۔۔۔۔ کیا آپ نے حدیث میں نہیں پڑھا کہ جب سرکار دو عالم ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو بچیاں خوش ہو کر دف بجاتی جاتیں اور آپ کی تعریف میں شعر پڑھتی جاتیں [۵۳]۔۔۔۔ آج کسی عقل پرست مولوی کے سامنے یہ بچیاں دف بجاتی اور گاتی آجائیں تو شاید ان پر کفر و شرک کا فتویٰ لگا دیا جائے ۔۔۔۔

○۔۔۔۔ اور کیا آپ نے حدیث میں نہیں پڑھا کہ لڑکیاں شادی کے موقع پر گا رہی تھیں سرکار تشریف لائے تو یہ گانے لگیں کہ ہم میں وہ نبی آگئے ہیں جو کل کی باتیں بتاتے ہیں [۵۴]۔۔۔۔ اللہ اکبر! آپ کے علم غیب کا ان بچیوں کو بھی پتا تھا' آج کل تو بڑے بڑے علماء بے خبر ہیں۔۔۔۔ اور انکار پر انکار کئے جاتے ہیں۔۔۔۔ اے بچیو! تم ان عالموں میں سے ہزار درجہ بہترین ہو! تم پر ہزار ہا بار سلام!

اعتراض کرنے والے'

۵۱۔ محمد بن اسماعیل بخاری : بخاری شریف' دہلی' ج ۱ ص ۶۵

۵۲۔ ابن کثیر : میلاد مصطفیٰ' لاہور ۱۹۸۵ء' ص ۲۹۔۳۰

۵۳۔

۵۴۔

- ○ــــ آپ ﷺ کی تعظیم کی جائے تو اعتراض کرتے ہیں'
- ○ــــ آپ ﷺ سے محبت کی جائے تو اعتراض کرتے ہیں'
- ○ــــ آپ ﷺ کو وسیلہ بنایا جاتے تو اعتراض کرتے ہیں'
- ○ــــ آپ ﷺ کے روضے پر حاضری کیلئے سفر کیا جائے تو اعتراض کرتے ہیں'
- ○ــــ آپ ﷺ کی یاد میں محفل قائم کی جائے تو اعتراض کرتے ہیں'
- ○ــــ آپ ﷺ کی شان میں نعت شریف پڑھی جائے تو اعتراض کرتے ہیں'
- ○ــــ آپ ﷺ پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے تو اعتراض کرتے ہیں'

کچھ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ کسی دوسرے کو خدا اور کسی دوسرے رسول کے ماننے والے ہیں ــــ جو خدائے برحق اور رسول برحق کا ماننے والا ہے وہ تو اعتراض پر اعتراض نہیں کر سکتا ــــ عاشق تو محبوب کی تعریف و توصیف اور ذکر واذکار سننا پسند کرتا ہے اس کو اعتراض سے کیا سروکار ؟ــــ ذرا غور تو کریں!

○

اعتراض کرنے والے کھڑے ہو کر سرکار دو عالم ﷺ کے حضور صلوٰۃ و سلام پیش کرنے پر بھی اعتراض کرتے ہیں اور اس کو گناہ کبیرہ خیال کرتے ہیں حالانکہ گناہ وہ ہے جس میں شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی ہو رہی ہو اور قرآن حکیم کی کسی آیت سے روگردانی ہو رہی ہو ــــ کیا آپ نے قرآن حکیم میں یہ نہیں پڑھا کہ اللہ کے فرشتے صف بہ صف پر باندھے کھڑے ہیں۔[۵۵] یقیناً وہ اس حالت میں صلوٰۃ و سلام پیش کر رہے ہیں ــــ اور کیا آپ نے حدیث میں نہیں پڑھا کہ جب حضور انور ﷺ دنیا سے پردہ فرمانے لگے تو آپ نے فرمایا میرے جسد اطہر کو حجرہ میں رکھ کر باہر آجانا' پہلے فرشتے صلوٰۃ و سلام پیش کریں گے' پھر تم میں مرد صلوٰۃ و سلام پیش کریں' پھر تم میں عورتیں صلوٰۃ و سلام پیش کریں'

۵۵۔ قرآن حکیم' سورہ صفت' آیت نمبر ۱

پھر تم میں سے صلوٰۃ و سلام پیش کریں ۵۶ ـــــ اللہ اکبر! عورتوں اور بچوں پر کیسی شفقت ہے! ـــــ سب نے ایسا ہی کیا اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کیا ـــــ حجرہ شریف بہت چھوٹا تھا' چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں عاشقانِ رسول ﷺ حاضر ہوتے تھے اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے تھے ـــــ مدینہ منورہ میں جتنے صحابہ اور صحابیات تھیں' سب کا یہی عمل تھا ـــــ اللہ اکبر! سرکار دو عالم ﷺ آرام فرما رہے ہیں' فرشتے بھی کھڑے صلوٰۃ و سلام پیش کر رہے ہیں' صحابی بھی کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کر رہے ہیں ـــــ

سات سو برس کی بات ہے' سرکار دو عالم ﷺ کے ذکر و اذکار کی محفل جمی ہے' سب علماء جمع ہیں' کوئی جاہل نہیں' ایک نعت پڑھنے والے نے جو سرکار دو عالم ﷺ کی شانِ اقدس میں نعت پڑھی تو کچھ ایسا سماں بندھا کہ یہ وارفتگانِ عشق مصطفیٰ ﷺ سب کے سب سروقد کھڑے ہو گئے ۵۷' وہ کیا کھڑے ہو گئے ہر عاشق کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرنے لگا ـــــ بے شک یہ سنت صحابہ ہے پھر کیوں کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش نہ کیا جائے؟ ـــــ تعجب تو یہ ہے کہ حضور انور ﷺ کی تعظیم و تکریم سے روکنے والے اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرنے والوں پر فتویٰ لگانے والے قومی ترانوں کیلئے سرکاری مجلسوں میں کھڑے نظر آتے ہیں ـــــ وہی حضرات جھنڈے کی سلامی کے وقت بھی جھنڈے کے سامنے کھڑے نظر آتے ہیں ـــــ قومی ترانہ قوم کی تعظیم و تکریم ہے اور جھنڈے کی سلامی ملک کی تعظیم و تکریم ہے' جب یہ جائز ہے تو محمد مصطفیٰ ﷺ کے حضور کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرنا کیوں گراں معلوم ہوتا ہے جن کے وجود پاک سے ملت اسلامیہ کا وجود ہے' نہیں نہیں' ان کے وجود پاک سے عالم کا وجود ہے' وہ نہ ہوتے تو عالم نہ ہوتا ـــ

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا' وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی' جان ہے تو جہان ہے

۵۶ـ

۵۷ـ احمد رضا خاں: اقامۃ القیامہ' لاہور ۱۹۷۳ء

اے جوانو! ـــــ اے مستقبل کی امیدو! ـــــ اور اے ملت اسلامیہ کی بہارو! ـــــ
تمہارا المیہ یہ ہے کہ تمہارا کوئی ایک رہنما نہیں ـــــ رہنما تو ہیں مگر آپس میں الجھے ہوئے ہیں ـــــ تم ایک ایک کا منہ تکتے ہو ـــــ ایک ایک کے پیچھے دوڑتے ہو ـــــ کبھی مایوس پلٹتے ہو ـــــ کبھی آگے بڑھتے ہو ـــــ ہاں تم ہمت نہ ہارنا ـــــ محمد مصطفیٰ ﷺ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا ـــــ ان کے عشق کو سینہ سے لگا کر رکھنا ـــــ ان کے حضور فداکاری کیلئے اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھنا ـــــ جان کو جان نہ سمجھنا ـــــ ان کے رنگ میں خود کو رنگنا کہ ان سے بہتر کسی کا رنگ نہیں ـــــ ان کی عادات کریمہ اور اخلاق عالیہ کو اپنانا ـــــ خود کو دل نواز بنانا ـــــ تم جس کی صحبت میں بیٹھو اور جو کتاب پڑھو یہ ضرور دیکھنا کہ دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ گھٹ تو نہیں رہا ـــــ اگر دل سے یہ جوہر عشق نکلتا دیکھو تو پھر فوراً اس صحبت سے الگ ہو جانا اور اس کتاب کو بند کر کے رکھ لینا ـــــ وہ کتاب جو دلوں میں وسوسے پیدا کرے، وہ صحبت۔ جو تمہارے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کر کے گستاخ و بے ادب بنا دے ـــــ تم کو منجدھار میں کھڑا کر کے چھوڑ دے اس کے قریب ہرگز نہ جانا ـــــ تم اپنے آپ پر نظر رکھو ـــــ خود کو سنوارو، خود کو بناؤ ـــــ محمد الرسول اللہ ﷺ کا نمونہ تمہارے سامنے ہے ـــــ ہاں بندگی کا صحیح لطف آپ کی غلامی میں ہے ؎

مصطفیٰ بہ رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

احقر:

محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل
گورنمنٹ ڈگری کالج، سکھر (سندھ)
(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

۲۷ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ
۵ نومبر ۱۹۹۱ء

عشقِ مصطفیٰ ﷺ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

میرپور آزاد کشمیر کے ایک صاحب سے جماعت اسلامی کے ایک آدمی نے کہا کہ "عشق مصطفیٰ" کہنا درست نہیں کیوں کہ لفظ "عشق" قرآن کریم میں نہیں ہے ـــــ اس سلسلے میں اول الذکر شخص نے لفظ عشق پر پانچ سوال مرتب کئے اور حضرت پروفیسر صاحب سے جواب طلب کیا۔
جناب پروفیسر صاحب زید مجدہٗ نے نہایت محققانہ، فاضلانہ اور سب سے بڑھ کر عاشقانہ اور سحر طرازی کے ساتھ جوابات دیئے، جن کی نقل قارئین نور الحبیب کے لئے خصوصی طور پر بھیجی ـــ یہ مضمون نورالحبیب، جولائی ۱۹۷۸ء میں چھپا تھا، جسے اب قندِ مکرر کے طور پر دوبارہ شائع کیا جارہا ہے (ادارہ)

سوال نمبر ۱: عشق کے معنی ومفہوم کیا ہیں؟-----

جواب: عربی زبان میں عشق کے معنی یہ ہیں:

(۱) تعلق خاطر، چاہت، لگاؤ اور چسپیدگی------

(۲) دو چیزوں کو مضبوطی کے ساتھ ایک دوسرے سے باندھ دینا----

مؤخر الذکر معنی کی رعایت سے کمال الفت ومحبت کو "عشق" کہا جاتا ہے ـــــ یعنی چاہت کا وہ نقطۂ عروج، جو جذبات کے نشیب وفراز سے پاک ہو ـــــ

اے میں قرباں، واہ کیا کہنا ترا اعجاز عشق
اے سکونِ مستقل بھی اضطراب دل میں ہے

سوال نمبر ۲: محبت کے معنی ومفہوم کیا ہیں؟ـــــ

جواب: عربی زبان میں محبت کے یہ معنی ہیں:

"تعلق، خاطر، چاہت، لگاؤ، پسندیدگی" ـــــ

محبت کا کوئی پیمانہ نہیں، اس میں ہزار نشیب وفراز ہیں، اس لئے قرآن کریم نے جب "محبت" کا ذکر کیا، تو اس کی تفصیل بھی بتادی، ارشاد ہوتا ہے:

"آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں، اور تمہارا کنبہ، اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، اور وہ تجارت، جس میں

نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو، اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو ـــــ تم کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو منتظر رہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دے۔ اور اللہ بے حکمی کرنے والے لوگوں کو ان کے مقصد تک نہیں پہنچاتا'' ـــــ (سورۂ توبہ، آیت: ۲۴)

اس آیت شریفہ میں جو شرح محبت بیان کی گئی ہے، وہ صرف لفظ ''محبت'' سے واضح نہیں ہو سکتی، لفظ ''عشق'' ہی اس کا ترجمان ہے ـــــ یعنی محبت کی خاطر اپنا تن، من اور دھن سب کچھ لٹا دینا ـــــ

گہ لختِ جگر می فروشم ــ گہ حاصلِ چشم تر می فروشم

بہر کام لعل و گہر می فروشم ــ نہ تنہا دل و جان و سر می فروشم

دو عالم بہ تیغ نظر می فروشم

لفظ محبت میں تکنیکی تعلق کا اندیشہ کار فرما ہے، جب کہ لفظ ''عشق'' دلی تعلق کی غمازی کر رہا ہے ـــــ قرآن ایسی محبت کا طلب گار نہیں، جو ہر سعادت مند ماتحت کو اپنے افسر سے ہوتی ہے، یا رعیت کو بادشاہ سے، بلکہ ایسی محبت کا طالب ہے، جو ہر عاشق کو اپنے معشوق سے ہوتی ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ـــــ ملازم یا رعیت اپنے نفس کے لئے اپنے افسر اور اپنے بادشاہ سے محبت کرتے ہیں، صرف اس کے لئے اس کو نہیں چاہتے ـــــ قرآن کا مطالبہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے لئے حضور ﷺ کو چاہو اور اس کمال اخلاص کے ساتھ چاہو کہ سوائے آپ ﷺ کی چاہت کے دل سے ساری چاہتیں معدوم ہو جائیں ـــــ

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے لذت آشنائی

سوال نمبر ۲: عشق و محبت میں فرق کیا ہے؟ ـــــ

جواب: ''عشق'' کے معنی بھی ''چاہت'' کے ہیں اور ''محبت'' کے معنی بھی ''چاہت'' کے ہیں ـــــ لفظ ''محبت'' سے ''چاہت'' کی وہ بلندیاں ذہن میں نہیں آتیں، جو لفظ ''عشق'' سے آتی ہیں ـــــ اس کے علاوہ ''محبت'' ایک ایسا نفسیاتی بندھن رہے، جس میں بہت سے نشیب و فراز

ہیں، جو ڈھیلا بھی ہو سکتا ہے اور مضبوط بھی —— عربی کے لحاظ سے اور اردو مفہوم کے اعتبار سے "عشق" میں یہ ڈھیلا پن نہیں، یہ مضبوط بندھن کی غمازی کرتا ہے ——

"عشق" ایسی کیفیت ہے، جو مجموعہ کیفیات ہے —— "محبت" بھی ایک کیفیت ہے مگر مجموعہ کیفیات نہیں —— یعنی جب ہم لفظ "عشق" بولتے ہیں تو خود سپردگی، خود باختگی، شیفتگی، جاں نثاری، فدا کاری وغیرہ وغیرہ ساری کیفیات ذہن میں آجاتی ہیں مگر جب لفظ "محبت" بولا جاتا ہے، تو ان میں سے کوئی کیفیت ہمارے ذہن میں نہیں آتی ——

"محبت" "اسلام" ہے —— "عشق" "ایمان" —— "محبت" "کشش عام" ہے —— "عشق" "کشش خاص" —— "محبت" ایک وقت میں کئی چیزوں سے ہو سکتی ہے —— "عشق" ایک وقت میں ایک ہی سے ہو سکتا ہے۔

اسلئے اپنے معنوی تخصص کے لحاظ سے لفظ "محبت" سے لفظ "عشق" زیادہ موزوں اور ترجمان حقیقت ہے ——

سوال نمبر ۴: عشق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کیا مراد ہے؟ ——

جواب: عشق رسول علیہ التحیۃ والتسلیم سے مراد وہی وارفتگی و شیفتگی اور جذبہ جاں نثاری ہے، جو مطلوب و مقصود قرآن ہے اور جس کا سورۂ توبہ کی مذکورہ بالا آیت میں شرح و بسط کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے —— جیسا کہ عرض کیا گیا، قرآن کریم کی یہ شدت محبت، لفظ "عشق" ہی میں سما سکتی ہے —— اس لئے "حب رسول" کی جگہ "عشق رسول" کہنا حقیقت سے زیادہ قریب ہے —— جب ہم "عشق رسول" کہتے ہیں، تو آیت مذکورہ کا مفہوم بجلی بن کر ہماری نظروں میں کوند جاتا ہے اور ساری توانائیاں ایک نقطہ "عشق" پر مرکوز ہو جاتی ہیں ——

سوال نمبر ۵: لفظ "عشق" کا استعمال قرآن و حدیث کی روشنی میں صحیح ہے یا نہیں؟ ——

جواب: اگر کوئی لفظ اس معنی و مفہوم کی صحیح ترجمانی کرتا ہے، جو مقصود قرآن ہے، تو پھر اس لفظ کو معنی کے اعتبار سے مقصود قرآن سمجھا جائے گا —— اور اگر اس پر اصرار کیا جائے کہ وہی لفظ استعمال کیا جائے، جو قرآن نے استعمال کیا ہے، تو سوال کیا جا سکتا ہے کہ لفظ "خدا" لفظ "نماز" لفظ "روزہ" اور لفظ "سود" قرآن میں کہاں ہے؟ —— پس چاہیے کہ عقائد و فقہ کی اردو اور فارسی کی

کتابوں سے ان الفاظ کو نکال دیا جائے اور ان کی جگہ وہی الفاظ استعمال کیے جائیں، جو قرآن نے استعمال کیے ہیں، مگر ایسا نہیں کیا جائے گا، حالانکہ احتیاط کا تقاضا تو یہ تھا کہ قرآن نے جو لفظ استعمال کیے ہیں، انہیں کو استعمال کیا جاتا، کیونکہ علم وفن کی ہر اصطلاح اپنے الگ معنی ومفہوم رکھتی ہے اور یہ معنی ومفہوم عام لغت میں نہیں بلکہ اس فن کی لغت ہی میں مل سکتے ہیں مگر ایسے الفاظ کے لئے بھی مترادفات کو تسلیم کیا گیا ہے اور بے دھڑک استعمال کیا گیا اور لفظ ''عشق'' کے لئے یہ احتیاط کہ اس کو قرآن میں تلاش کیا جارہا ہے ــــــ اگر اس کو تلاش کیا جاسکتا ہے، تو پھر ان الفاظ کو بدرجۂ اولیٰ تلاش کیا جانا چاہیے، جو اوپر مذکور ہوئے ــــــ

حدیث پاک میں کمال الفت ومحبت کے معنی میں لفظ ''عشق'' کو استعمال کیا ہے ــــــ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

من عشق و عف و کتم ثم مات، مات شهيداً ــــــ

(ملا عبدالقادر بدایونی، منتخب التواریخ، جلد دوم، صفحہ ۴۳۱)

''جس نے دل وجان سے محبت کی، اس کو چھپایا اور پاک باز رہا، پھر مر گیا، تو وہ شہید مرا'' ــــــ

سبحان الله ! عاشق مرجائے تو شہیدوں میں اس کا شمار ہو اور حیات ابدی کا تاج اس کے سر پر رکھا جائے ــــــ جب عام عاشق کا یہ عالم ہے، تو عاشق رسول ﷺ کا کیا عالم ہوگا؟

جلوہ فرما کون اس اجڑی ہوئی منزل میں ہے
آفتاب حشر ہے جو داغ میرے دل میں ہے

لفظ ''عشق'' کو رد کرنے کا سیدھا سادا عذر تو یہی ہے کہ یہ لفظ ''قرآن'' میں نہیں، بظاہر بات معقول معلوم ہوتی ہے اور جن حضرات کو حقیقت کا علم نہیں، ان کے دل کو بھی لگتی ہے، لیکن عشق سے فرار کا ایک تاریخی پس منظر ہے، جس کو معلوم کرنا ضروری ہے ــــــ

ابن عبدالوہاب نجدی کا یہ کہنا تھا کہ حضور ﷺ محض ایک ''کارش'' (ایلچی) تھے(۱)، وہ آئے اور پیغام پہنچا کر چلے گئے، بات ختم ہوگئی ــــــ

(۱)..... ''و انما هو طارش فقد مضى'' ـ ـ ـ ـ ـ

(ابن عبدالوہاب، بحوالہ الدرر السنیہ ۱۹۹۸ء، صفحہ ۴۷)

مدینہ لائبریری

یہاں پر ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق مفید ترین کتب جس میں قرآنیات، تفاسیر، احادیث، سیرت طیبہ، فقہ، ردِ عقائد باطلہ، تاریخی و اصلاحی ناول، طب، انسائیکلوپیڈیا، اسلامیات، فتاویٰ، سوانحیات، حکایات کے علاوہ اخبارات و رسائل اور جرائد عوام الناس کے مطالعہ کیلئے بلا معاوضہ موجود ہیں۔

نوٹ: عوام کی سہولت کیلئے اخبارات و رسائل کا ایک سالہ ریکارڈ لائبریری میں محفوظ رکھا جاتا ہے۔

اوقات

موسم سرما: 4 تا 7 بجے رات
موسم گرما: 5 تا 8 بجے رات

اتوار اور سرکاری تعطیل کو لائبریری بند ہوگی۔

مدینہ لائبریری

15/A مدینہ سٹریٹ مین بازار
مجاہد آباد مغلپورہ لاہور
0333-4512579